شیخ الادب

حضرت مولانا اعزاز علی قدس اللہ سرہ

از

مولانا سیاح الدین کاکاخیل رحمہ اللہ

ماہنامہ دارالعلوم دیوبند
مئی 1955ء

شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رح

حالات ——— اور ——— علمی خدمات

(مولانا سیاح الدین صاحب کاکاخیل سابق استاذ دارالعلوم)

مصائب اور بھی تھے مگر دل کا جانا
عجب اک سانحہ سا ہوگیا ہے

آج صبح ۷ بجے روزنامہ "اعلان" کے ذریعہ استادِ محترم امام فقہ وادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند کے مدرس فقہ وادب اور معلم حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت ناک کے جاں گسل حادثہ کی اطلاع ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یوں تو کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ کے قانونِ خداوندی کے مطابق اس خاکدانِ ہستی میں جو بھی آیا وہ آنا اس لئے ہے کہ ایک دن اُسے یہاں سے عالمِ الارواح کی طرف پھر لوٹ کر جانا ہے، اس لئے موت کا یہ حادثہ ہر روز پیش آتا رہتا ہے اور خدا جانے ہر طلوعِ آفتاب کے ساتھ کتنے انسان اس مسافر خانۂ عالم سے رختِ سفر باندھ کر اس منزلِ مقصود کی طرف روانہ ہوجاتے ہیں۔ لیکن بعض سعید اور پاکیزہ روحیں وہ ہوتی ہیں کہ جو اس ناسوتی جسم سے تعلق قائم کرنے کے بعد جب تک اس عالمِ آب وگل میں حیاتِ مستعار کے دن گذارتی ہیں، تو وہ جسمانی اور مادی لذتوں کے درپے ہونے کی بجائے مادی جسم اور جسمانی قوتوں اور تمام اعضاء وجوارح کو اُسی کام پر لگادیتی ہیں، جو ایک سعید روح کے لئے اصل غذا اور پاکیزہ روح کے لئے اصل کام ہے یعنی وہ ساری زندگی علمی اور دینی خدمات کے سرانجام دینے میں گذار دیتی ہیں۔ اِس لئے جب جان وتن کے انقطاع کا وقت آجاتا ہے اور طائرِ روح اس قفسِ عنصری سے اپنے نشیمن کی طرف پرواز کرنے لگتا ہے تو وہ خود اگرچہ خوش وخرم ہی اِس منزلِ ویران سے جارہا ہے، اور ہنستا مسکراتا ہوا تبسم برلب ہی چلا جاتا ہے۔ لیکن اِس مفارقت پر وہ ہزاروں آنکھیں اشکبار ہوتی ہیں، جن آنکھوں نے اُس پیرانوار روح سے روشنی حاصل کی ہو۔ ع

آں چناں زی کہ وقتِ مُردن تو
ہمہ گریاں بوند و تو خنداں

اُستادِ محترم مولانا اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اُن مخصوص وممتاز ہستیوں میں سے تھے، جنہوں نے اپنی زندگی کا ہر ہر لمحہ دینِ متین کی خدمت اور علومِ دینیہ کی تعلیم وتدریس میں گذارا، اور بلا مبالغہ آج ہندوستان وپاکستان کے علاوہ افغانستان بخارا، عراق وشام تک میں ہزاروں علماء وفضلاء بلاواسطہ یا بالواسطہ اُن سے اکتسابِ فیض اور استفادۂ علمی کرنے والے موجود ہیں، اور آج ہر جگہ ہر عربی مدارس وجوامع میں بھی، اور السنہ شرقیہ کے اداروں میں بھی اُن کی تصانیف اور حواشی کتب درسیہ سے فائدہ حاصل کیا جارہا ہے۔ آپ کا طریق تعلیم وتدریس اور انداز افادہ بالکل ممتاز تھا، اور جس خلوص ہمدردی اور محنت و ہمہ تن توجہ کے ساتھ وہ طالبانِ علومِ دینیہ کو پڑھایا کرتے تھے، اُس کی مثال موجودہ دور میں اور کہیں ملنا بالکل مشکل ہے۔

حضرت اُستاذ مرحوم کی انہی خصوصیات کو دیکھ کر آج نہایت حسرت و افسوس کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ :-

جہاں جہاں اس حادثۂ کبریٰ کی خبر پہونچی ہوگی آنکھیں پرنم اور دل پریشان و مضطرب ہوں گے اور حق یہ ہے کہ اس روح فرسا واقعہ پر طبعاً جس قدر کرب و غم اور اضطراب کیا جائے ہر شخص معذور ہوگا۔ قیس بن عاصم کے متعلق شاعر نے شاید مبالغہ کیا ہوگا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت شیخ الفقہ والادب کی وفات کے اس غم انگیز موقع پر یہ پڑھنا بالکل بجا ہے ؎

فما کان قیسٌ ھلکہٗ ھلک واحدٍ
ولکنہ بنیان قومٍ تھدّما

اُستاذ مرحوم کے علمی کمالات، شوقین طلبہ کے ساتھ محبت و شفقت کا برتاؤ، صبح سے شام تک تعلیم و تدریس میں ہمہ تن مشغولیت اور پھر رات کا اکثر حصّہ تصنیف و مطالعہ میں مصروفیت یہ ساری باتیں ایسی تھیں جن کو پیش نظر رکھ کر آج غم و اندوہ سے کانپتے ہوئے ہاتھ سے لکھنا پڑتا ہے ؎

لئن حسنت فیک المراثی وذکرھا
لقد حسنت من قبلُ فیک المدائح

اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ وہ غفور رحیم مولانا ممدوح کو جنت الفردوس کی دائمی اور ابدی خوشیاں نصیب فرمائے، اور اُن کے مرقد مبارک کو انوار رحمت و مغفرت سے منوّر و تاباں فرمائے۔ ع ؎

"ایں دُعا از من و از جملہ جہاں آمین باد"

مولانا مرحوم کے مختصر حالاتِ زندگی

مولانا مرحوم نے شرح النقایہ کے حاشیہ محمود الروایہ میں اپنے حالاتِ زندگی خود اپنے ہی قلم سے تحریر فرمائے ہیں، میں بالاختصار وہاں سے نقل کر کے درج کر دیتا ہوں :-

یکم محرم الحرام سنہ ۱۳۰۰[1] ہجری کی رات کو (۳۰ ذوالحجہ ۱۲۹۹ ہجری کے غروب شمس کے بعد) بدایوں میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپکے والد ماجد کا اسم گرامی محمد سراج علی ہے جو محلہ شاہی چبوترہ امروہہ ضلع مراد آباد کے رہنے والے تھے۔ بسلسلۂ ملازمت ان دنوں بدایوں میں مقیم تھے۔ نانا نے آپ کا نام محمد اعزاز علی رکھا۔ آپ کی شیرخوارگی کی عمر میں والد ماجد وہاں سے منتقل ہو کر شاہجہانپور آئے اور آپ کو بھی ساتھ لے آئے۔ صغرسنی کے ایام وہاں گذرے۔ وہاں کابل کے رہنے والے ایک معلّم قطب الدین خاں صاحب سے آپ نے تعلیم کی ابتداء کی۔ حروف تہجی اور قاعدہ پڑھنے کے بعد دو تہائی حصّہ قرآن مجید کا اُن سے پڑھا پھر اُس کے بعد حافظ شرف الدین خاں صاحب سے قرآن مجید پورا حفظ کیا۔ پھر آپ کے والد تلہر ضلع شاہجہانپور بدل گئے آپ بھی ساتھ گئے، وہاں کے مدرسہ گلشن فیض کے صدر مدرس مولانا مقصود علی خاں شاہجہانپوری سے کتب صرف و نحو۔ شرح جامی تک پڑھیں، وہاں سے والد ماجد شاہجہانپور تشریف لائے اور آپ بھی ساتھ چلے آئے۔ بڑے بھائی وہاج علی کی تربیت میں رہے لیکن ایک سال تعلیم کا مناسب انتظام نہ ہو سکا۔ ایک سال یونہی گذر جانے کے بعد شاہجہانپور کے مدرسہ عین العلم میں داخل ہوئے، وہاں مولانا قاری بشیر احمد حسینی مراد آبادی سے کنز الدقائق، شرح جامی اور بعض اور متون و شروح پڑھیں۔ نیز اُسی مدرسہ میں مفتی اعظم حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے چند سال تک استفادہ کیا۔ انہوں نے آپ کی تعلیم و تربیت کا خاص خیال رکھا۔ وہاں سے پھر دارالعلوم دیوبند میں آکر داخل ہوئے۔ دارالعلوم میں

[1] شرح نقایہ کے حاشیہ میں حضرت مولانا مرحوم نے اپنی ولادت کی تاریخ بڑے خوبصورت الفاظ میں درج فرمائی ہے، فرماتے ہیں، کہ :-
"تیرھویں صدی ہجری کا آفتاب موت کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب چکا تھا اور چودھویں کا سپیدۂ سحر ان تاریکیوں اور اندھیریوں سے پھوٹ رہا تھا کہ مجھے عدم سے وجود میں لایا گیا۔" ہم کہہ سکتے ہیں کہ چودھویں صدی کے طلوع کے ساتھ مسند علم و درس پر ایک یگانۂ روزگار اُستاذ نے قدم رکھا۔ (قیصر)

حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب مہتمم دارالعلوم سے ہدایہ اولین اور منطق کی چند کتابیں مولانا محمد سہول صاحب بھاگلپوری سے پڑھیں وہاں سے پھر اگلے سال میرٹھ تشریف لے گئے۔ وہاں کے مدرسہ قومی میں صحیح بخاری کے علاوہ کتب احادیث اور عقائد و فلسفہ کی کتابیں مولانا عبدالمومن دیوبندیؒ سے اور اصول وعروض کی کتابیں مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی سے پڑھیں دو سال آپ وہاں رہے۔ پھر دوبارہ دارالعلوم دیوبند تشریف لائے، وہاں آپ نے صحیح بخاری، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، ہدایہ اخیرین، توضیح تلویح حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ سے، فنون کی کتابیں مولانا غلام رسول صاحب ہزاروی اور مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب دیوبندیؒ سے، اور ادب کی تمام کتابیں مولانا سید معز الدین صاحب سے پڑھیں، اور اس طرح تمام علوم و فنون کی تحصیل سے فارغ ہوئے۔ یہ غالباً ۱۳۲۰ھ کا واقعہ ہے۔

فراغت کے بعد حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے مدرسہ نعمانیہ پورینی ضلع بھاگلپور میں مدرس مقرر ہوئے اور آپ نے سات سال تک وہاں تدریس و تعلیم کی خدمت سرانجام دی۔ ۱۳۲۷ھ میں آپ شاہجہاں پور تشریف لائے اور والد ماجد کی خدمت میں رہنا پسند فرمایا۔ وہاں کے مدرسہ افضل المدارس میں مدرس مقرر ہوکر تعلیم و تدریس میں مصروف رہے اور تین سال تک وہاں رہے ۱۳۳۰ھ میں مرکز علوم دینیہ دارالعلوم دیوبند میں بحیثیت مدرس تشریف لائے۔ ابتداء میں آپ ابتدائی کتب کی تدریس و تعلیم پر مامور تھے اور رفتہ رفتہ آپ وہاں کے اکابر اساتذہ میں شمار ہونے لگے۔ حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے خاص تعلق رہا۔ اور یہ واقعہ ہے کہ حضرت علامہ کشمیریؒ کی علمی صحبتوں اور فیض بخش مجالس نے حضرت مولانا اعزاز علی کو مولانا اعزاز علی بنا دیا۔ ذوق مطالعہ، مسائل علمی کی تحقیق و تنقیح، مختلف فنون میں تبحر اور کاملیت اور اس کے ساتھ علماء سلف کی طرح سادگی، یقین اور تواضع سے لبریز زندگی، مولانا اعزاز علی کو حضرت مولانا انور شاہ صاحبؒ کی بارگاہ علمی سے نصیب ہوئی۔

اس دوران میں ۱۳۴۳ھ میں مولانا حافظ محمد احمد صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند جب ریاست حیدرآباد دکن میں عدالت عالیہ کے صدر المفتیین مقرر کئے گئے۔ تو آپ سال بھر تک ان کے ساتھ وہاں حیدرآباد میں بھی رہے۔ نظام دکن میر عثمان علی خاں آپ کی بہت قدر کرتے تھے اور آپ کی علمی جلالت شان کی بناء پر وظیفہ بھی مقرر فرمایا۔ ۱۳۴۵ھ میں مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب دیوبندیؒ نے جب دارالافتاء سے استعفیٰ دیا تو مولانا حبیب الرحمٰن صاحب دیوبندی مہتمم دارالعلوم دیوبند نے آپ کو دارالافتاء کے لئے مقرر فرمایا، اور کچھ عرصہ تک آپ یہ کام کرتے رہے۔ پھر جب مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دارالافتاء میں کام کرنے لگے تو آپ تدریس کے لئے متوجہ ہوگئے۔ چند سال گذرنے کے بعد آپ پھر دارالافتاء میں مفتی اعظم مقرر ہوئے، افتاء کے ساتھ ساتھ درس تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہتا دیوان متنبی۔ دیوان حماسہ۔ ہدایہ اخیرین، شمائل ترمذی، ترمذی جلد ثانی، اکثر آپ پڑھایا کرتے تھے۔ ۱۹۴۲ء میں جب حضرت مولانا مدنی مدظلہ العالی گرفتار ہوئے تو مجلس شوریٰ نے ان کی بجائے آپ کو صدر مدرس مقرر کیا۔ ۱۹۴۲ء میں بخاری شریف اور ترمذی شریف کا درس آپ نے دیا۔ چند سالوں سے مکمل ترمذی شریف آپ پڑھایا کرتے تھے۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب مدنی کے ساتھ آپ کا نہایت گہرا تعلق اور قلبی ربط تھا، حضرت مولانا مدنی کے انتہائی عقیدت مند اور محب تھے۔ ۱۳۶۹ھ میں حضرت مولانا مدنی مدظلہ کی رفاقت میں حج بیت اللہ اور زیارت روضہ مطہرہ کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ عمر ۷۴ برس تھی، پہلے تو آپ کی صحت اچھی تھی لیکن پیرانہ سالی میں اب کچھ عرصہ سے قوئے کمزور ہونے لگے تھے۔ وفات کی خبر سے پہلے کسی طویل بیماری کی اطلاع نہیں آئی تھی۔ "الجمعیۃ" دہلی میں علالت کی خبر شائع ہوئی اور ۱۳ مارچ ۵۵ء کی صبح کو اس عالم فانی سے عالم باقی کی طرف رحلت فرما گئے رحمہ اللہ تعالیٰ وطاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ

تصانیف | ۱۳۲۰ھ میں فارغ التحصیل ہونے کے بعد سے

لے کر وفات تک ۴۵ برس متواتر آپ نے علم دین کی تعلیم و تدریس کی خدمت کی اور ہزاروں تشنگانِ علوم دینیہ کو سیراب کیا اور آپ کے تلامذہ ہر ملک میں آپ کے فیوض علمیہ سے دوسروں کو مستفید فرما رہے ہیں۔ لیکن تعلیم و تدریس کے ساتھ آپ نے درسی اور غیر درسی کتابوں کے تحشیہ و شرح کی تصنیفی خدمت بھی کی ہے اور آج مدارس عربیہ میں آپ ہی کے مرتب کردہ حواشی سے فائدہ اُٹھایا جا رہا ہے۔

تصانیف کی فہرست مندرجہ ذیل ہے:۔

نورالایضاح پر حاشیہ فارسی (مطبوعہ)، شرح دیوان حماسہ (مطبوعہ)، حاشیہ کنز الدقائق (مطبوعہ)، حاشیہ دیوان متنبی۔ مولٰنا حبیب الرحمٰن کے قصیدے کا اُردو ترجمہ۔ مولٰنا ممدوح کے مشہور قصیدے لامیہ کا اُردو ترجمہ (مطبوعہ)، عروض المفتاح کا حاشیہ (مطبوعہ)، نورالایضاح کا طویل عربی حاشیہ (مطبوعہ)، مختصر القدوری کا حاشیہ عربی (مطبوعہ)، علامہ ابن حجر مکیؒ کی کتاب الزواجر کا اُردو ترجمہ۔ تلخیص المفتاح کا حاشیہ۔ ملا علی قاری کی کتاب شرح النقایہ کا حاشیہ محمود الروایہ (مطبوعہ)، مفید الطالبین۔ حاشیہ شمائل ترمذی۔

جیسا کہ خود مولٰنا مرحوم نے لکھا ہے۔ آپ نے بہت سی کتابوں کا ترجمہ کیا اور رسائل و کتب تصنیف کیں۔ لیکن اپنا نام ظاہر نہیں کیا بلکہ اُن کو کسی اور کے نام سے منسوب کر کے شائع کیا

مولٰنا مرحوم عرصۂ دراز تک مدرسہ عالیہ کلکتہ، پٹنہ یونیورسٹی بہار اور پنجاب یونیورسٹی لاہور کے ممتحن رہے ہیں اور تقسیم ملک سے قبل تک پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات مولوی فاضل کے اہم پرچے آپ کے پاس بھیجے جاتے تھے۔

مجھ ناچیز و بے بضاعت پر مولٰنا مرحوم کے بہت سے احسانات ہیں۔ میں نے دیوان متنبی، دیوان حماسہ، ہدایہ اخیرین، شمائل ترمذی اور ترمذی جلد ثانی، اُن سے پڑھی ہیں۔ اُن کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر کے کچھ سیکھا ہے۔ اے اللہ اُن کی رُوح کو اپنی خاص رحمتوں سے ڈھانپ دے اور اُن کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین۔